شب معراج
غوث پاک

"کیا شب معراج
حضور غوث پاک
بھی موجود
تھے؟"

"کیا آپ کی
نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم
سے ملاقات ہوئی؟"

عبد مصطفی
AM ABDE MUSTAFA

TEHQEEQI
PAMPHLET
NO. 5

ABOUT US

Abde Mustafa Official, a team from Ahle Sunnat Wa Jama'at
Our motto : Serving Quraano Sunnat, preaching Ilme Deen and to reform people.

This team came into existence in the year 2012 and in very few years this team did a lot of acts.
There is also a special place of Abde Mustafa Official on social media networking sites.

Lots of people from all over the world are connected to us via Facebook, WhatsApp, Instagram, Telegram, YouTube and Blogger.

Abde Mustafa Official



ABDE MUSTAFA OFFICIAL

abdemustafaofficial.blogspot.com

شب معراج غوث پاک

نظر ثانی:

مفتی محمد گلریز مصباحی

مفتی محمد مصلح الدین صدیقی

مفتی محمد منور حسین اشرفی

مولانا حسن نوری

حافظ محمد سمیر

مولانا محمد رابع القادری

محمد شعیب احمد

حفظھم اللّٰہ تعالی

عبد مصطفی

AM ABDE MUSTAFA

ABDE MUSTAFA OFFICIAL

abdemustafaofficial.blogspot.com

شب معراج غوث پاک

چند کتابوں میں یہ واقعہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ شب معراج جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عرش پر تشریف لے گئے تو وہاں حضور غوث پاک کی روح حاضر خدمت ہوئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضور غوث پاک کے کندھوں پر اپنا قدم مبارک رکھا اور ارشاد فرمایا: بیٹا! میرے یہ قدم تمھاری گردن پر ہیں اور تمھارے قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہوں گے۔ یہ واقعہ مختلف طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے۔

تفریح الخاطر نامی کتاب میں اس طرح بھی لکھا ہوا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم عرش کے قریب پہنچے تو اس کو بہت اونچا پایا جس پر بغیر سیڑھی کے چڑھنا ممکن نہ تھا تو اللہ تعالی نے حضور غوث پاک کی روح کو بھیجا اور آپ کی روح نے سیڑھی کی جگہ اپنے کندھے رکھ دیے، پھر آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کندھوں پر اپنے پاؤں مبارک رکھنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالی سے اس کے بارے میں پوچھا؛ اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ آپ کی اولاد میں سے ہے اور اس کا نام عبد القادر ہے۔ اے محبوب اگر آپ آخری نبی نہ ہوتے تو آپ کے بعد عہدۂ نبوت اسے عطا کیا جاتا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا پھر فرمایا کہ اے میرے بیٹے! تجھے مبارک ہو کہ تو نے مجھے دیکھا اور میری نعمت سے سرفراز ہوا پھر اسے بھی مبارک ہو جو تجھے دیکھے اور تیرے دیکھنے والے کو دیکھے، پھر جو اسے دیکھے پھر... اس طرح آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ستائیس تک فرمایا۔ پھر فرمایا کہ میں نے تمھیں دنیا و آخرت میں اپنا وزیر بنایا اور میں نے اپنا قدم تیری گردن پر رکھا ہے اور تیرا قدم تمام ولیوں کی گردنوں پر ہو گا۔ اگر میرے بعد نبوت ہوتی تو تم نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(دیکھیں: تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر، اردو، ص 47، قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

اسی کتاب میں یہ واقعہ مختلف الفاظ اور انداز کے ساتھ درج ہے۔ یہ واقعہ جنھوں نے کبھی نہیں سنا، ان کے لیے تو فقط یہ واقعہ ہی کافی حیرت انگیز ہے لیکن بعض مقررین جب اس میں نمک مرچ لگا کر بیان کرتے ہیں تو سننے والے حیران ہونے کے ساتھ ساتھ پریشان بھی ہو جاتے ہیں۔

ہم پہلے اس واقعے کے متعلق بعض علمائے اہل سنت کے اقوال پیش کرتے ہیں پھر مزید کچھ عرض کریں گے۔

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ مطالب چند قسم ہیں، ہر قسم کا مرتبہ جدا اور ہر مرتبے کا پایۂ ثبوت علاحدہ (یعنی ہر طرح کی بات کو ثابت کرنے کے لیے ایک جیسے یا ایک پائے کا ثبوت ضروری نہیں ہے بلکہ جیسی بات ہوتی ہے اسی طرح کی دلیل ضروری ہوتی ہے)۔

اس قسم مطالب (یعنی مذکورہ شب معراج والا واقعہ) احادیث میں ظہور نہ ہونا مضر نہیں بلکہ کلمات علما مشائخ میں ان کا ذکر کافی۔ امام جلال الدین سیوطی نے اس روایت کی نسبت کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد کلام طویل میں حضور علیہ السلام کو ہر جملہ پر بکلمۂ "یارسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں" ندا کر کے فضائل جلیلہ وخصائص جمیلہ بیان کیے۔ تحریر فرمایا:

لم اجدہ ف شیئ من کتب الاثر لکن صاحب اق ت باس الانوا روا بن الحاج ف مدخلہ ذکراہ ف ضمن حدیث طویل وکفی بذلك سندا لمثلہ فانہ لیس مما یتعلق بالاحکام

(نسیم الریاض بحوالہ مناہل الصفا فی تخریج احادیث الشفاء، الفصل السابع، 1/248)

"یعنی میں نے یہ روایت کسی کتاب حدیث میں نہ پائی مگر صاحب اقتباس الانوار اور امام ابن الحاج نے اپنی مدخل میں اسے ایک حدیث طویل کے ضمن میں ذکر کیا اور ایسی روایت کو اسی قدر سند کفایت کرتی ہے کہ انھیں کچھ باب احکام سے تعلق نہیں"

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا (کہ تمھارا قدم ولیوں کی گردنوں پر ہوگا) ان میں کوئی امر نہ عقلاً اور شرعاً مہجور اور کلمات مشائخ میں مسطور و ماثور، کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طرح سند ظاہری میں محصور اور قدرت قادر وسیع و موفور اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر ردو انکار کیا مقتضائے ادب و شعور۔

(فتاوی رضویہ، ج28، ص411و412)

اس واقعے میں یہ جملہ کہ "میرے بعد اگر نبوت ہوتی تو تم نبی ہوتے" پر اعلی حضرت لکھتے ہیں کہ اگرچہ (یہ) اپنے مفہوم شرطی پر صحیح و جائز الاطلاق ہے کہ بے شک مرتبۂ علیہ رفیعہ حضور پر نور رضی اللہ تعالی عنہ تلو مرتبۂ نبوت ہے (یعنی مرتبۂ غوثیت، مرتبۂ نبوت کے پیچھے ہے)۔

خود حضور معلی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: جو قدم میرے جد اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اٹھایا میں نے وہیں قدم رکھا سوا اقدام نبوت کے، کہ ان میں غیر نبی کا حصہ نہیں؛

از نبی برداشتن گام از تو بنہادن قدم
غیر اقدام النبوۃ سد مشاھا الختا

(نبی کا کام قدم اٹھانا اور آپ کا کام قدم رکھنا ہے علاوہ اقدام نبوت کے، کہ وہاں ختم نبوت نے راستہ بند کر دیا ہے)

اور جواز اطلاق (اس جملے کا) یوں کہ خود حدیث میں امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے وارد:

لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب رواہ احمد و الترمذی و الحاکم عن عِقبة بن عامر و الطبرانی فی الکبیر عن عصمة بن مالک رضی اللہ تعالی عنہما

"میرے بعد نبی ہوتا تو عمر ہوتا"

(اس کو امام احمد، ترمذی اور حاکم نے عقبہ بن عامر سے جب کہ طبرانی نے معجم کبیر عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کیا)۔

(جامع الترمذی ابواب المناقب مناقب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، 2/209، المستدرك للحاکم کتاب معرفة الصحابة، لو کان بعدی نبی لکان عمر، دار الفکر بیروت، 3/85، المعجم الکبیر، حدیث 475، المکتبة الفیصلیة بیروت، 17/180، مسند امام احمد بن حنبل، حدیث عقبہ بن عامر، المکتب الاسلامی بیروت، 4/154)

دوسری حدیث میں حضرت ابراہیم صاحبزادۂ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لیے وارد:

لو عاش ابراهيم لكان صديقا نبیا۔ رواہ ابن عسا کر عن جابر بن عبداللہ و عن ابن عباس و عن ابن ابی اوفی والباوردی عن انس بن مالك رضی اللہ تعالی عنهم

"اگر ابراہیم جیتے تو صدیق وپیغمبر ہوتے۔"

"(اس کو ابن عساکر نے جابر بن عبد اللہ اور ابن عباس اور ابن ابی اوفی سے جبکہ الباوردی نے حضرت انس بن مالک سے روایت کیا، اللہ تعالی ان سے راضی ہو)۔"

(تاریخ دمشق الکبیر باب ذکر بنیه و بناته علیه الصلوۃ والسلام وازواجه، داراحیاء التراث العربی بیروت، 3/75، کنزالعمال بحواله الباوردی عن انس وابن عسا کر عن جابر بن عبداللہ، ابن عباس وابن ابی اوفیٰ، 11/469، حدیث 32204)

علمانے امام ابو محمد جوینی قدس سرہ کی نسبت کہا ہے کہ:

"اگر اب کوئی نبی ہو سکتا تو وہ ہوتے۔"

امام ابن حجر مکی اپنے فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:

قال فی "شرح المهذب" نقلا عن الشیخ الامام المجمع علی جلالته وصلاحه وامامته ابی محمد الجوینی الذی قیل فی ترجمته لو جاز ان یبعث اللہ فی هذه الامة نبیا لکان ابا محمد الجوینی

"شرح مہذب میں کہا نقل کرتے ہوئے اس شیخ وامام سے جن کی جلالت وصلاحیت وامامت پر اجماع ہے یعنی ابو محمد جوینی علیہ الرحمہ جن کے تعارف میں کہا گیا ہے کہ اگر اب اللہ تعالی کی طرف سے اس امت میں کسی نبی کو بھیجنا جائز ہوتا تو وہ ابو محمد جوینی ہوتے۔"

(الفتاوی الحدیثیه، مطلب قیل لو جاز ان یبعث الله فی هٰذه الامة نبیا الخ، دار احیاء التراث العربی بیروت، ص324، 325)

مگر ہر حدیث حق ہے، ہر حق حدیث نہیں۔ حدیث ماننے اور حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنے کے لیے ثبوت چاہیے، بے ثبوت نسبت جائز نہیں، اور قول مذکور ثابت نہیں۔ واللہ تعالی اعلم۔

(ایضاً، ص415،416)

ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ رہا شب معراج میں روح پر فتوح حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالی عنہ کا حاضر ہو کر پائے اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے نیچے گردن رکھنا، اوروقتِ رکوب براق یا صعود عرش زینہ بننا، شرعاً وعقلاً اس میں کوئی بھی استحالہ نہیں۔ سدرۃ المنتہی اگر منتہائے عروج ہے تو باعتبار اجسام نہ بنظر ارواح۔ عروج روحانی ہزاروں اکابر اولیا کو عرش بلکہ مافوق العرش تک ثابت وواقع، جس کا انکار نہ کرے گا مگر علوم اولیا کا منکر بلکہ باوضو سونے والے کے لیے حدیث میں وارد کہ:

"اس کی روح عرش تک بلند کی جاتی ہے۔"

نہ اس قصہ میں معاذاللہ بوئے تفضیل یا ہمسری حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے لیے نکلتی ہے، نہ اس کی عبارت یا اشارت سے کوئی ذہن سلیم اس طرف جاسکتا ہے۔ کیا عجب سواری براق سے بھی

یہی معنیٰ تراشے جائیں کہ اوپر جانے کا کام حضرت جبریل علیہ السلام اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے انجام کو نہ پہنچا براق نے یہ مہم سر انجام کو پہنچائی۔(یعنی جو یہ کہے کہ کیا حضور غوث پاک کے کندھوں کے بغیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم براق یا عرش پر جلوہ فرما ہونے سے قاصر تھے یا محتاج کے معنی تراشے تو پھر یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ زمین سے آسمانوں کا سفر براق پر ہوا تو کیا حضرت جبریل اور آقائے کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اس سے قاصر تھے کہ از خود تشریف لے جاسکیں) در پردہ اس میں براق کو فضیلت دینا لازم آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بہ نفس نفیس تو نہ پہنچ سکے اور براق پہنچ گیا اس کے ذریعے سے حضور کی رسائی ہوئی یا ھذا (یہ) خدمت کے افعال جو بنظر تعظیم واجلال سلاطین بجالاتے ہیں کیا ان کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ بادشاہ ان امور میں عاجز اور ہمارا محتاج ہے؟۔۔۔

علاوہ بریں کسی بلندی پر جانے کے لیے زینہ بننے سے یہ کیوں کر مفہوم کہ زینہ بننے والا خود بے زینہ وصول پر قادر... نردبان (سیڑھی) ہی کو دیکھیں کہ زینہ صعود ہے اور خود اصلاً صعود پر قادر نہیں۔

فرض کیجیے کہ ہنگام بت شکنی حضرت امیر المومنین مولا علی کرم اللہ وجہہ کی عرض قبول فرمائی جاتی اور حضور پرنور افضل صلوات اللہ واکمل تسلیماتہ علیہ وعلی الہ ان کے دوش مبارک پر قدم رکھ کر بت گراتے تو کیا اس کا یہ مفاد ہوتا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تو معاذ اللہ اس کام میں عاجز اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ قادر تھے۔ غرض ایسے معنے محال، نہ ہرگز عبارت قصہ سے مستفاد، نہ ان کے قائلین بے چاروں کو مراد؛

والله الهادی الی سبیل الرشاد

(اور اللہ تعالی ہی درست راستے کی طرف ہدایت عطا فرمانے والا ہے)۔

یہ بیان ابطال استحالہ واثبات صحت بمعنی امکان کے متعلق تھا۔ خلاصہ مقصد اس کا مع زیادات جدیدہ یہ کہ اس کی اصل کلمات بعض مشائخ میں مسطور، اس میں عقلی وشرعی کوئی استحالہ نہیں، بلکہ احادیث واقوال اولیاوعلمامیں متعدد بندگان خدا کے لیے ایسا حضور روحانی وارد۔ (یعنی احادیث واقوال میں کئی لوگوں کا روحانی طور پر حاضر ہونا مذکور ہے، جن میں بعض کا ذکر درج ذیل ہے)۔

مسلم اپنی صحیح اور ابوداود طیالسی مسند میں جابر بن عبد اللہ انصاری اور عبد بن حمید بسند حسن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنھم سے راوی، حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ودخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ماهذه قالوا هذا بلال ثم دخلت الجنة فسمعت خشفة فقلت ماهذه قالوا هذه الغميصاء بنت ملحان

"میں جب جنت میں داخل ہوا تو ایک پہچل سنی، میں نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ ملائکہ نے عرض کی: یہ بلال ہیں۔ پھر تشریف لے گیا، پہچل سنی، میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا: غمیصا بنت ملحان، یعنی ام سلیم مادرِ انس رضی اللہ تعالی عنھما۔"

(کنزالعمال بحوالہ عبد بن حمید عن انس والطیالسی عن جابر، حدیث 33161، موسسۃ الرسالہ بیروت، 11/653، مسند ابی داود الطیالسی، عن جابر حدیث، 1719، دار المعرفۃ بیروت، الجزء السابع، ص238، صحیح مسلم، کتاب الفضائل باب من فضائل ام سلیم الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، 2/292)

امام احمد وابویعلی بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عباس اور طبرانی کبیر اور ابن عدی کامل بسند حسن ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت فی جانبها وجسافقلت یا جبرئیل ماھذا قال ھذا بلال المؤذن

"میں شب معراج جنت میں تشریف لے گیا اس کے گوشے میں ایک آواز نرم سنی، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟" عرض کی: یہ بلال مؤذن ہیں رضی اللہ تعالی عنہ۔

(کنزالعمال، حدیث 33162، 33163، مؤسسة الرساله بیروت، 11/653، الکامل لابن عدی ترجمہ یحییٰ بن ابی حبة ابن جناب الکلبی، دارالفکر بیروت، 7/2670)

امام احمد ومسلم ونسائی انس رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، حضور والا صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت خشفة بین یدی، فقلت ماھذہ الخشفة، فقیل الغمیصاء بنت ملحان

"میں بہشت میں رونق افروز ہوا، اپنے آگے ایک کھٹکا سنا، پوچھا: اے جبریل! یہ کیا ہے؟ عرض کی گئی: غمیصا بنت ملحان۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من ام سلیم الخ، قدیمی کتب خانہ کراچی، 2/292، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالی عنہ، المکتب الاسلامی بیروت، 3/99)

امام احمد ونسائی وحاکم باسناد صحیحہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی، حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت فیها قراءة. فقلت من هذا؟ قالوا حارثة بن نعمان کذٰلکم البر کذٰلکم البر

"میں بہشت میں جلوہ فرما ہوا، وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آئی، پوچھا: یہ کون ہے؟ عرض کی گئی: حارثہ بن نعمان، نیکی ایسی ہوتی ہے نیکی ایسی ہوتی ہے۔"

(مسند احمد بن حنبل عن عائشه رضی الله عنها. المکتب الاسلامی بیروت، 6/36. المستدرک للحاکم، کتاب معرفة الصحابة، مناقب حارثه بن نعمان، دارالفکر بیروت، 3/208، الاصابة فی تمییز الصحابة بحواله النسائی، حارثه بن نعمان، دارصادر بیروت، 1/298)

ابن سعد طبقات میں ابو بکر عدوی سے مرسلاً راوی حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دخلت الجنة فسمعت نحمة من نعیم

"میں جنت میں تشریف فرما ہوا تو نعیم کی کھکار سنی۔"

(الطبقات الکبری لابن سعد الطبقة الثانیة من المهاجرین والانصار، ترجمه نعیم بن عبدالله المعروف النحام، دارصادر بیروت، 4/138)

یہ نعیم بن عبد اللہ عدوی معروف بہ نحام (کہ اسی حدیث کی وجہ سے ان کا یہ عرف قرار پایا) خلافت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

كما ذكره موسى بن عقبة فى المغازى عن الزهرى وكذا قاله ابن اسحٰق ومصعب الزبيرى واٰخرون كما فى الاصابة

جیسا کہ موسٰی بن عقبہ نے مغازی میں زہری کے حوالے سے اس کو ذکر کیا یوں ہی کہا ابن اسحاق اور مصعب زبیری اور دیگر علما نے جیسا کہ اصابہ میں ہے۔

(الاصابة فی تمییز الصحابة، ترجمه نعیم بن عبدالله، دارصادر بیروت، 3/568)

سبحان اللہ! جب احادیث صحیحہ سے احیائے عالم شہادت کا حضور ثابت تو عالم ارواح سے بعض ارواح قدسیہ کا حضور کیا دور۔

امام ابو بکر بن ابی الدنیا، ابوالمخارق سے مرسلاً راوی، حضور پر نور صلوات اللہ سلامہ علیہ فرماتے ہیں:

مررت لیلة اسرٰی بی برجل مغیب نورالعرش، قلت: من هذا، املک؟ قیل: لا۔ قلت: نبی؟ قیل: لا۔ قلت: من هذا؟ قال: هذا رجل کان فی الدنیا لسانه رطب من ذکر الله تعالٰی وقلبه معلق بالمساجد ولم یستسب لوالدیه قط

"یعنی شب اسری میرا گزر ایک مرد پر ہوا کہ عرش کے نور میں غائب تھا، میں نے فرمایا: یہ کون ہے، کوئی فرشتہ ہے"؟ عرض کی گئی: نہ۔

میں نے فرمایا: نبی ہے؟ عرض کی گئی: نہ۔

میں نے فرمایا کون ہے؟ عرض کرنے والے نے عرض کی: یہ ایک مرد ہے دنیا میں اس کی زبان یادِ الٰہی سے تر تھی اور دل مسجدوں سے لگا ہوا، اور (اس نے کسی کے ماں باپ کو برا کہہ کر) کبھی اپنے ماں باپ کو برا نہ کہلوایا۔

(الدرالمنثور بحوالہ ابن ابی الدنیا تحت الآیۃ 2/152، مکتبہ آیۃ اللہ العظمی قم ایران، 1/149، الترغیب والترھیب بحوالہ ابن ابی الدنیا کتاب الذکروالدعاء، الترغیب فی الا کثارمن ذکر اللہ الخ مصطفی، البابی مصر، 2/395)

ثم اقول وباللہ التوفیق

(پھر میں کہتاہوں اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے) کیوں راہ دور سے مقصد قرب نشان دیجیے، فیض قادریت جوش پر ہے، بحر حدیث سے خاص گوہر مراد حاصل کیجیے۔ حدیث مرفوع مروی کتب مشہورہ ائمہ محدثین سے ثابت کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ مع اپنے تمام مریدین واصحاب وغلامان بارگاہ آسمان قباب کے شب اسری اپنے مہربان باپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور اقدس کے ہمراہ بیت المعمور میں گئے، حضور پرنور کے پیچھے نماز پڑھی، حضور کے ساتھ باہر تشریف لائے۔

والحمدللہ رب العالمین

اب ناظر غیر وسیع النظر متعجبانہ پوچھے گا کہ یہ کیوں کر؟... ہاں ہم سے سنئے:

ابن جریر وابن ابی حاتم وابویعلی وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث طویل معراج میں راوی، حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثم صعدت الی السماء السابعة فاذاانا بابراھیم الخلیل مسندا لظھرہ الی البیت المعمور (فذکر الحدیث الی ان قال) واذا بامتی شطرین شطر علیھم ثیاب بیض کانھاالقراطیس وشطر علیھم ثیاب رمد فدخلت البیت المعمور ودخل معی

الذین علیھم الثیاب البیض وحجب الاخرون الذین علیھم ثیاب رمد وھم علی خیر فصلیت انا ومن معی من المومنین فی البیت المعمور ثم خرجت انا ومن معی (الحدیث)

"پھر میں ساتویں آسمان پر تشریف لے گیا، ناگاہ وہاں ابراہیم خلیل اللہ ملے کہ بیت المعمور سے پیٹھ لگائے تشریف فرماہیں اور ناگاہ اپنی امت دو قسم پائی، ایک قسم کے سپید (سفید) کپڑے ہیں کاغذ کی طرح، اور دوسری قسم کا خاکستری لباس۔ میں بیت المعمور کے اندر تشریف لے گیا اور میرے ساتھ سپید پوش بھی گئے، میلے کپڑوں والے روکے گئے مگر ہیں وہ بھی خیر وخوبی پر پھر میں نے اور میرے ساتھ کے مسلمانوں نے بیت المعمور میں نماز پڑھی۔ پھر میں اور میرے ساتھ والے باہر آئے۔"

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر عروجہ الی السماء الخ، دار احیاء التراث العربی بیروت، 3/294، دلائل النبوۃ للبیھقی، باب الدلیل علی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عرج بہ الی السماء، دار الکتب العلمیۃ بیروت، 2/94، الدر المنثور بحوالہ ابن جریر وابن حاتم وغیرہ الخ، تحت الآیۃ، دار احیاء التراث العربی بیروت، 5/172)

ظاہر ہے کہ جب ساری امت مرحومہ بفضلہ عزوجل شریف باریاب سے مشرف ہوئی یہاں تک کہ میلے لباس والے بھی تو حضور غوث الوری اور حضور کے منتسبان باصفا تو بلاشبہ ان اجلی پوشاک والوں میں ہیں، جنھوں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ بیت المعمور میں جاکر نماز پڑھی،

والحمدللہ رب العالمین

اب کہاں گئے وہ جاہلانہ استبعاد کہ آج کل کے کم علم مفتیوں کے سد راہ ہوئے، اور جب یہاں تک بحمد اللہ ثابت تو معاملۂ قدم میں کیا وجہ انکار ہے کہ قول مشائخ کو خواہی نخواہی رد کیا جائے۔ہاں سند محد ثانہ نہیں... پھر نہ ہو... اس جگہ اسی قدر بس ہے۔سند معنعن (عن فلاں عن فلاں والی سند) کی حاجت نہیں۔

کما بیناہ فی رسالتنا "ھدی الحیران فی نفی الفئی عن سیدالا کوان

(جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ "ہدی الحیران فی نفی الفیئی عن سیدالا کوان" میں اسے بیان کیا ہے)۔

(ایضاً، ص420 تا426)

ایک اور سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

کتب احادیث وسِیَر میں اس روایت کا نشان نہیں۔رسالہ غلام امام شہید محض نامعتبر، بلکہ صریح اباطیل وموضوعات پر مشتمل ہے۔منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہ گزری نہ کہیں اس کا تذکرہ دیکھا۔تحفہ قادریہ شریف اعلیٰ درجہ کی مستند کتاب ہے اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا، جو نسخہ میرے پاس ہے یا اور جو میری نظر سے گزرا ان میں یہ روایات اصلاً نہیں۔(۱)

(۱) تحفہ قادریہ، حضرت شاہ ابو المعالی قادری (۱۱۱۶ھ) کی فارسی تالیف ہے جس میں حضور غوث الوری رضی اللہ تعالی عنہ کے حالات اور کرامات کا تذکرہ ہے۔آپ اپنے وقت کے سربر آوردہ مشائخ میں شمار ہوتے ہیں۔حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے آپ کے ارشاد پر اشعۃ اللمعات اور شرح فتوح الغیب مکمل فرمائی۔آپ کا مزار لاہور میں واقع ہے۔تحفہ قادریہ کے قلمی نسخے اکثر کتب خانوں میں موجود ہیں، اصل فارسی نسخہ تا حال طبع نہ ہوا، البتہ اس کا اردو ترجمہ سیرت الغوث مولفہ محمد باقر

نقشبندی (۱۳۲۳ھ) مطبع منشی نولکشور پریس لاہور اور تحفہ قادریہ (اردو ترجمہ) مولفہ مولانا عبد الکریم (۱۳۲۴ھ) ملک فضل الدین تاجر کتب لاہور کے ناموں سے شائع ہو چکے ہیں۔

(اعلی حضرت مزید لکھتے ہیں کہ) بایں ہمہ اس زمانہ کے مفتیان جہول، مخطیان غفول (غافل اور خطاکار مفتی) نے جو اس کا بطلان یوں ثابت کرنا چاہا کہ سدرۃ المنتہی سے بالا عروج کیا اور اس میں معاذاللہ حضور اقدس وانور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر حضور پرُنور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی تفضیل نکلتی ہے

(ب) یہ محض تعصب وجہالت ہے جس کا رد فقیر نے ایک مفصل فتوی میں سترہ سال ہوئے کیا، جب کہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کٹھور ضلع سورت سے ایک سوال آیا تھا۔

(ب) دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی، مدرسہ دیوبند کے اساطین مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد انبیٹھوی کے فتاوی کی تردید ہو رہی ہے جس میں اس روایت کو لے کر غلط فتوی دیا گیا تھا۔

(اعلی حضرت مزید لکھتے ہیں کہ) فاضل عبد القادر قادری ابن شیخ محی الدین اربلی نے کتاب "تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر" رضی اللہ تعالی عنہ میں یہ روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت وحقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمہ اللہ کی کتاب حرز العاشقین سے نقل کیا ہے اور ایسے امور میں اتنی ہی سند بس ہے۔ اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتوے میں ہے (جسے ہم نقل کر چکے)۔

(ایضاً، ص428 تا430)

علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ تعالی اس واقعے کے متعلق لکھتے ہیں:

مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کتب احادیث وسیر میں اس روایت کا نشان نہیں۔ رسالہ غلام امام شہید نامعتبر بلکہ صریح اباطیل وموضوعات پر مشتمل ہے۔ منازل اثنا عشریہ کوئی کتاب فقیر کی نظر سے نہیں گزری اور نہ اس کا تذکرہ دیکھا۔ تحفہ قادریہ شریف اعلی درجے کی مستند کتاب ہے، میں اس کے مطالعہ بالاستیعاب سے بارہا مشرف ہوا جو نسخہ میرے پاس ہیں یا جو میری نظر سے گزرے ان میں یہ روایت اصلاً نہیں۔ فاضل عبد القادر بن شیخ محی الدین اربلی نے کتاب " تفریح الخاطر فی مناقب الشیخ عبد القادر " رضی اللہ تعالی عنہ میں یہ روایت لکھی ہے اور اسے جامع شریعت و حقیقت شیخ رشید بن محمد جنیدی رحمہ اللہ کی کتاب حرز العاشقین سے نقل کیا ہے اور ایسے امور میں اتنی ہی سند بس ہے۔ اس کا بیان فقیر کے دوسرے فتوے میں ہے (جسے ہم نقل کر چکے)۔

لیکن اس کتاب میں یہ واقعہ براق پر سوار ہوتے وقت کا لکھا ہے ویسے بعض کتابوں میں عرش جانے کے بارے میں بھی لکھا ہے۔ اس روایت میں عقلا یا شرعا کوئی استبعاد نہیں۔ البتہ اس جاہل (سوال میں سائل نے جس کا ذکر کیا، اس) نے جن کلمات کے ساتھ اس کو بیان کیا ہے یہ اس کی جہالت ہے اس سے اسے توبہ کرنا فرض ہے کیوں کہ اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر جھوٹ باندھا ہے۔ جن کتابوں میں یہ روایت ہے ان میں یہ کلمات نہیں، روایت میں صرف اتنا ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی روح پاک حاضر ہوئی اور اپنا کندھا پیش کیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے کندھے پر قدم رکھا اور براق سے عرش پر تشریف لے گئے۔ اس پر حضور نے خوش ہو کر فرمایا کہ میرا قدم تیری گردن پر اور تمہارا قدم سارے اولیاء اللہ کی گردن پر، واللہ اعلم۔

(فتاوی شارح بخاری، ج1، ص312)

علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمہ اللہ سے ایک اور سوال کیا گیا کہ شب معراج سیدنا غوث پاک نے پائے اقدس حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اپنے کندھے کا سہارا دیا جب کہ وہ موجود نہیں تھے؟ سائل کو لگا کہ اس وقت تو آپ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے تو یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ رحمہ اللہ جواب میں لکھتے ہیں کہ یہاں (اس واقعے میں) مراد روح مبارک ہے۔

(ایضاً، ص312)

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ سے ان اشعار کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کیا یہ درست ہیں:

روبروئے احمد کے ہم کو

خوش وسیلہ آج تم ہو

خادموں میں ہم کو سمجھو

المدد یا عبد القادر

تم شب معراج آکر

دوش بر پائے پیمبر

لے چڑھے عرش بریں پر

المدد یا عبد القادر

امام اہل سنت جواب میں لکھتے ہیں کہ پہلے دو شعر بہت اچھے ہیں اور پچھلے شعروں میں غلطی ہے۔ تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم شب معراج حضور سیدنا

غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شب معراج خود عرش پر گئے۔ شاعر اگر یوں کہتا مطابق روایت مذکور ہوتا:

تھا تمہارا دوش اطہر

زینۂ پائے پیمبر

جب گئے عرش بریں پر

المدد یا عبد القادر

یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے جب گئے یعنی جس وقت یا جس شب کہ اس میں پہلی صورت بھی داخل اور اگر ترجیع کا مصرع یوں ہوتا تو اور بہتر تھا "المدد یا غوث اعظم" کہ خالی نام پاک کے ساتھ ندا بھی نہ ہوتی اور تقطیع سے لام بھی نہ گرتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاوی افریقہ، ص56، 57، ملخصًا)

علامہ مفتی فیض احمد اویسی رحمہ اللہ اس واقعے کے متعلق لکھتے ہیں:

جو حدیث حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کی جاتی ہے وہ کشف ہے، اصطلاحاً اسے حدیث نہیں کہا جاتا اگرچہ اس کشف کی تائید اشارۃ حدیث معراج سے ہوتی ہے لیکن وہ بھی خبر واحد

ہے۔ اپنے کشفیات و خبر واحد سے عقائد ثابت نہیں ہوتے ہاں البتہ فضائل ثابت ہوتے ہیں اور حضور غوث اعظم کی فضیلت کا کوئی منکر نہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کا قدم مبارک اولیاے حاضرین، متقدمین و متاخرین سب پر ہے۔ حاضرین پر ظاہر اور متقدمین و متاخرین پر باطنا اور روحانی طور پر لیکن متقدمین میں سے مراد صحابہ و اہل بیت کو مستثنیٰ کریں گے، ایسے ہی متاخرین میں امام مہدی کو مستثنیٰ کیا جائے گا یوں ہی تابعین میں سے بعض حضرات، تفصیلاً فقیر کی تصنیف "قدم الغوث الجلی علی رقبۃ کل الولی" میں ہے۔

حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ بھی ان قدمی کے حکم میں داخل ہیں۔ آپ کے مکتوب جلد اول کی عبارت سے جسمانی قدم کی نفی مراد ہے اور قدم سے بزرگی اور غلبۂ سلسلہ بھی مراد لیا گیا ہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی فضیلت کے حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ بھی منکر نہیں جیسا کہ مکتوبات غوث اعظم۔۔۔

(ملتقطاً: فتاوی اویسیہ، ص399،400)

علامہ مفتی عبد المنان اعظمی رحمہ اللہ اس واقعے کے متعلق لکھتے ہیں:

تفریح الخاطر وغیرہ میں اس قسم کی روایتوں کا ذکر ہے اور عقل شرعی میں اس کا استبعاد بھی نہیں کہ حضور غوث پاک کی روح مبارک اس وقت آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی ہو اور کوئی خدمت بجالائی ہو۔ اس روایت کی سند ہمارے سامنے نہیں کہ اس کی کوئی تنقید کریں۔ واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی بحر العلوم، ج6، ص178)

علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمہ اللہ اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

فتاوی افریقہ میں ہے تفریح الخاطر وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج حضور غوث رضی اللہ تعالی عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔ واللہ تعالی اعلم۔

(فتاوی فیض الرسول، ج1، ص153)

علامہ مفتی نور اللہ نعیمی قادری رحمہ اللہ تعالی نے بھی فتاوی افریقہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ تفریح الخاطر وغیرہ میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج حضور غوث رضی اللہ تعالی عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا۔

(فتاوی نوریہ، ج5، ص169)

عرفان شریعت میں بھی اس واقعے کے حوالے سے تحریر ہے جسے ہم اوپر فتاوی رضویہ کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔

(عرفان شریعت، ص55)

علامہ مفتی اجمل قادری رحمہ اللہ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں:

شب معراج حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے براق پر سوار ہوتے وقت یا عرش پر تشریف لے جاتے وقت حضور غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی روح مبارک کا سرکار کے پائے اقدس کے نیچے اپنے دوش مبارک کو زینہ بنانا، اس کو تفریح الخاطر وغیرہ کتب، مناقب میں لکھا ہے۔ اگر مجھے کتاب دستیاب ہو جاتی تو عبارت بھی نقل کر دی جاتی۔

ہاں میرے مرشد برحق، امام. اہل سنت، مجدد دین وملت، مفتی شریعت، شیخ الاسلام والمسلمین، سند المحقیقین والمقتیین، اعلی حضرت، مولانا مولوی الحافظ شاہ احمد رضا خان قدس سرہ فتاوی افریقہ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

تفریح الخاطر وغیرہ میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے دوش مبارک پر پائے انور رکھ کر براق پر تشریف فرما ہوئے اور بعض کے کلام میں ہے کہ عرش پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے تشریف لے جاتے وقت ایسا ہوا نہ یہ کہ حضور غوثیت پائے اقدس کندھے پر لے کر شب معراج خود عرش پر گئے۔ (فتاوی افریقہ)

اور مجموعۂ فتاوی عرفان شریعت حصہ سوم میں اس سوال کا جواب پانچ صفحات میں نہایت شرح وبسط کے ساتھ لکھا (جسے ہم نقل کر چکے ہیں) اور یہ ثابت کیا کہ اس روایت کے مان لینے میں کوئی شرعی و عقلی استحالہ لازم نہیں اتا اور اس پر احادیث سے استدلال کیا اور پھر اس مبسوط فتوے کو ان الفاظ پر ختم فرمایا:

بالجملہ روح مقدس کا شب معراج کو حاضر ہونا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا حضرت غوثیت کی گردن مبارک پر قدم اکرم رکھ کر براق یا عرش پر جلوہ فرمانا، اور سرکار ابد قرار سے فرزند ارجمند کو اس خدمت کے صلہ میں یہ انعام عظیم عطا ہونا (کہ تمھارا قدم ولیوں کی گردنوں پر ہو گا) ان میں کوئی امر نہ

عقلاً اور شرعاً مہجور اور کلمات مشائخ میں مسطور وماثور، کتب حدیث میں ذکر معدوم، نہ کہ عدم مذکور، نہ روایات مشائخ اس طرح سند ظاہری میں محصور اور قدرت قادر وسیع وموفور اور قدر قادری کی بلندی مشہور پھر رد وانکار کیا مقتضائے ادب وشعور۔ (عرفان شریعت)

(فتاوی اجملیہ، ج1، ص112)

مذکورہ تمام فتاوی واقوال کی روشنی میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ اس واقعے کا انکار کرنا، اسے موضوع و منگھڑت قرار دینا یا اس کے بیان کرنے والے کو تنقید کا نشانہ بنانا ہرگز درست نہیں ہے۔ اگرچہ یہ واقعہ کسی حدیث کی کتاب میں مذکور نہیں ہے لیکن اس کی تائید احادیث سے ہوتی ہے اور اس کے ثبوت کے لیے جتنی سند ہونی چاہیے اتنی موجود ہے کیوں کہ باب احکام سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

جن محقق علما کے فتاوی سے یہ رسالہ سجایا گیا ہے، انھوں نے کئی موضوع روایات اور منگھڑت واقعات کی نشان دہی اپنی کتب اور فتاوی میں فرمائی ہے اور سختی سے رد فرمایا ہے لہذا اگر اس روایت میں ایسا کچھ ہوتا تو وہ ضرور اس کا بھی رد فرماتے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا اور اس کی تاویل کی جو عقلاً و شرعاً قابل قبول ہے۔ جب محقق علما نے اسے باقی رکھا ہے تو اس کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

آخر میں مقررین سے یہ گزارش ضرور کرتے ہیں کہ اسے بیان کرنے میں الفاظ کا خیال رکھیں اور مکمل وضاحت کے ساتھ بیان کریں تاکہ عوام الناس غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ دیکھا گیا ہے کہ مقررین کی غلطی کا فائدہ بدمذہبوں کو خوب پہنچتا ہے لہذا احتیاط لازم ہے۔

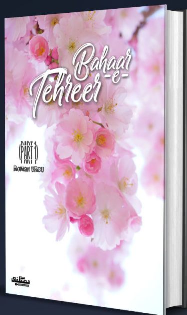
OUR OTHER PAMPHLETS







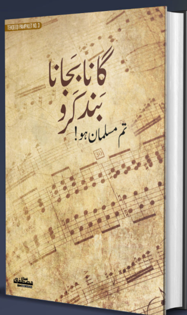






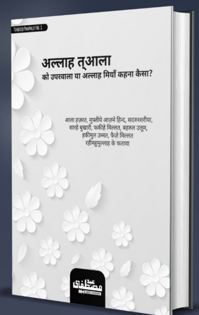






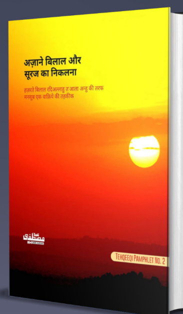














AM OFFICIAL